جناب ابوسلمان شاہجہانپوری

ترجمان القرآن

مولانا ابوالکلام آزاد کی کتب تفسیر

(۳)

قرآن حکیم کی تعلیم و اشاعت کے منصوبے کی دوسری کتاب ترجمان القرآن ہے۔ مولانا کے نزدیک یہ اپنے مقصد و نوعیت میں زیادہ اہم اور ضروری ہے اور تفسیر و مقدمہ کے لیے بھی اصل بنیاد بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے اس کی اشاعت کا سر و سامان کیا گیا۔ مولانا فرماتے ہیں:

"اس کی ترتیب سے مقصود یہ ہے کہ مطالب قرآنی کے فہم و تدبر کے لیے ایک ایسی کتاب تیار ہو جائے جس میں کتب تفسیر کی سی تفصیلات تو نہ ہوں لیکن وہ سب کچھ ہو جو قرآن کو ٹھیک ٹھیک سمجھ لینے کے لیے ضروری ہے۔" [۱]

مولانا مہر مرحوم و مغفور کے نام ایک خط میں اس کی خصوصیات کی نسبت تحریر فرماتے ہیں:

"ترجمان القرآن کے معاملہ میں سب سے زیادہ قابل غور بات یہ ہے کہ مقاصد و مطالب وجوہ و دلائل، نظم و اسباب اور نظر و استنباط سر تا سر از سر نو تدوین ہے۔ کوئی مقام، کوئی نوٹ ایسا نہیں جو ایک نیا پردہ نہ اٹھا رہا ہو۔ دلائل قرآنی کا معاملہ تو

---

[۱] ترجمان القرآن جلد اول (اشاعت اول) ص ۷۲، ۷۳

بالکل از سرِ نو مرتب کیا گیا ہے۔ قدیم ذخیرے میں اس کے لیے کوئی مواد موجود نہیں بلکہ غلط طریقِ نظر نے تمام ادلہ و وجوہ کو کچھ سے کچھ کر دیا ہے۔ پوری کتاب بالاستیعاب نظر ڈالی جائے تو یہ تمام امور واضح ہو جائیں گے۔" [1]

اس غرض سے مولانا نے ترجمان القرآن میں یہ اسلوب اختیار کیا ہے:

۱۔ پہلے کوشش کی ہے کہ قرآن کا ترجمہ اردو میں اس طرح مرتب ہو جائے کہ اپنی وضاحت میں کسی دوسری چیز کا محتاج نہ رہے۔ اپنی تشریحات خود اپنے ساتھ رکھتا ہو۔

مولانا کے نزدیک اس کی خصوصیات کا اصل محل اس کا ترجمہ ہے۔ اگر اس پر نظر رہی تو کتاب کی تمام خصوصیات پر نظر رہے گی اور یہ محل نظروں سے اوجھل ہو گیا تو گویا کتاب کی تمام خصوصیات نظروں سے اوجھل ہو جائیں گی۔ مولانا فرماتے ہیں:

"قرآن کے منے ... و مطالب کے باب میں جس قدر کاوش کی گئی ہے۔ راہ کو مشکلات سے جس قدر صاف کیا گیا ہے۔ قرآن کے اصول و معارف کے جس قدر اصول و مبادیات از سرِ نو مدون کیے گئے ہیں وہ سب اس محل میں ڈھونڈے جا سکتے ہیں اور یہی خزینہ ہے جس میں کتاب کی تمام خصوصیات مدفون ہیں۔ اگر اہلِ نظر غور و تدبر سے مطالعہ کریں گے تو فوراً محسوس کر لیں گے کہ نہ صرف ترجمے کا ہر صفحہ بلکہ ہر صفحے کے متعدد مقام کسی نہ کسی خصوصیت کو نمایاں کر رہے ہیں اور اکثر حالتوں میں ترجمے کے صرف ایک لفظ یا کسی ایک ترکیب نے معاملے کی بے شمار مشکلیں حل کر دی ہیں۔" [2]

۲۔ ترجمے کے ساتھ جا بجا نوٹوں کا اضافہ کیا اور کوشش کی کہ سورت کا کوئی حل طلب مقام بغیر اشارہ و تشریح کے رہ نہ جائے۔ یہ نوٹ سورت کے مطالب کی رفتار کے ساتھ ساتھ برابر برابر چلے جاتے ہیں اور جہاں کہیں ضرورت دیکھتے ہیں رہنمائی کے لیے نمودار ہو جاتے

---

[1] نقشِ آزاد، مولانا غلام رسول مہر، ۱۹۵۸ء کتاب منزل لاہور ص ۹۶

[2] ترجمان القرآن جلد دوم مکتبہ مصطفائی لاہور ص ۳۹

ہیں۔ ترجمے کے ساتھ ان نوٹوں میں مولانا نے کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ معانی و معارف کا سرمایہ فراہم کر دیا ہے۔ ان نوٹوں میں مولانا نے سورت کے بنیادی فکر اور تعلیم کو مدون کر دیا ہے اور جس طرح قرآن کا صاف صاف مطلب سمجھ لینے کے لیے متن کا ترجمہ پوری طرح کفایت کرتا ہے۔ اس طرح کم سے کم وقت اور کم سے کم الفاظ میں سورت کا مفہوم اور اس کا بنیادی فکر معلوم کر لینے کے لیے یہ نوٹ پوری کفایت کرتے ہیں اور اپنے مقصد کی وضاحت کے لیے ترجمے کے محتاج نہیں۔ نوٹوں کے بارے میں مولانا فرماتے ہیں۔

"نوٹس کی ترتیب کا معاملہ نفس ترجمہ سے کم مشکل نہ تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ ان کے لیے ایک محدود مقدار سے زیادہ جگہ نہیں نکل سکتی اور نوٹ نوٹ نہ رہتے۔ اگر ایک خاص مقدار سے کمیت یا مقدار میں زیادہ ہو جاتے لیکن ضروری تھا کہ کوئی اہم مقام تشنہ نہ رہ جائے اور مقاصد و مطالب قرآنی کی تمام مہات واضح ہو جائیں۔ پس پوری احتیاط کے ساتھ ایسا طریق بیان اختیار کیا گیا ہے کہ لفظ کم سے کم ہیں لیکن اشارات زیادہ سے زیادہ سمیٹ لیے گئے ہیں جس چیز کی لوگ کمی پائیں گے وہ صرف مطالب کا پھیلاؤ ہے۔ نفس مطالب میں کوئی کمی محسوس نہ ہوگی۔ ان کے ہر لفظ اور ہر جملے پر جس قدر غور کیا جائے گا مطالب و مباحث کے نئے نئے دفتر کھل جائیں گے۔" [۱]

اس کے بعد مولانا نے نوٹوں کی جامعیت کی تفہیم کے لیے ایک مثال دی ہے اس سے ہمیں نوٹوں کے اعجاز بلاغت اور جامعیت کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔ نیز یہ مثال ہمارے لیے دوسرے نوٹوں کے فہم و بصیرت میں کنجی کا کام بھی دیتی ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت طلاق (۲۲۸) پر یہ نوٹ ہے:

"طلاق کی عدت کا ایک مناسب زمانہ مقرر کر کے نکاح کی اہمیت، نسب کے تحفظ اور عورت کے نکاحِ ثانی کی سہولتوں کا انتظام کر دیا گیا۔"

اس کے بارے میں مولانا فرماتے ہیں:

---

[۱] ترجمان القرآن، جلد اول (اشاعت اول) ص ۴۲، ۴۷

"یہ نہایت مختصر جملہ ہے لیکن اس میں عدتِ طلاق کے تعین کی وہ تینوں مصلحتیں واضح کر دی گئی ہیں جن میں سے ہر مصلحت کی بحث تفسیر کے ایک پورے صفحے میں بمشکل آتی۔ نکاح کی اہمیت چاہتی تھی کہ یہ رشتہ ایسا بن کر نہ رہ جائے کہ ادھر ختم ہوا اور ادھر از سرِ نو شروع ہوگیا۔ ہر دو رشتوں کے درمیان کچھ نہ کچھ فصل اور انتظار ضرور ہونی چاہیئے۔ نسب کا تحفظ بھی چاہتا تھا کہ اتنا وقفہ ضرور گزر جائے کہ حمل کا شبہ باقی نہ رہے لیکن ساتھ ہی اس کی رعایت بھی ضروری تھی کہ عورت کے نکاحِ ثانی کے حقوق میں بے جا دست اندازی نہ ہو۔ پس قرآن نے ایک ایسی مدت ٹھہرا دی جس سے ایک طرف تو پہلی اور دوسری مصلحت پوری ہوگئی، دوسری طرف تیسری مصلحت میں بھی خلل نہیں پڑا۔ کیونکہ ابتدائی دو مصلحتوں کے لیے کم سے کم مدت یہی ہے جو قرار دی گئی ہے۔

یہ تمام تشریحات نوٹ میں نہیں آسکتی تھیں اور نہیں آئی ہیں لیکن اصل مطلب پورا پورا آگیا ہے۔ ضرورت صرف اس کی ہے کہ مطالعے کے وقت غور و فکر کا سررشتہ ہاتھ سے نہ چھوٹے" [1]

طبع اول میں مولانا نے صرف ابواب کی تقسیم کافی سمجھی تھی لیکن طبع ثانی میں جابجا حاشیے کے عنوان بھی بڑھا دیئے۔ اس اضافے سے تمام مطالب اس طرح منضبط ہو گئے کہ بیک نظر ان کا خلاصہ معلوم کر لیا جا سکتا ہے۔ مولانا کے نزدیک ان نوٹوں کی بڑی اہمیت ہے۔ اسی لیے انہوں نے ترجمے کے بعد دوسرا محل تدبر انہیں کو قرار دیا ہے۔

دوسری جلد کے دیباچے میں فرماتے ہیں:

"نوٹ؛ عبارت میں مطول نہیں ہو سکتے تھے اور مطول نہیں ہیں لیکن معانی و اشارات میں مفصل ہو سکتے تھے اور پوری طرح مفصل ہیں اور اس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے کہ ان کی ہر سطر تفسیر کے ایک پورے صفحے بلکہ بعض حالتوں میں ایک مقالے

---

[1] ترجمان القرآن، جلد اول (اشاعت اول)، ص ۴۳، ۴۴

کی قائم مقام ہے۔ اکثر مقامات میں ایسا ہے کہ معارف و مباحث کا ایک دفتر دماغ میں پھیل رہا تھا مگر نوکِ قلم پر پہنچا تو ایک سطر یا ایک جملہ بن کر رہ گیا۔ اب کتاب کے صفحے پر وہ ایک جملہ ہی رہے گا لیکن اہلِ نظر چاہیں تو اپنے ذہن و فکر میں پھر اسے ایک دفتر کی صورت دے کر پھیلا سکتے ہیں "

اسی لیے مولانا کے نزدیک ان کی اہمیت کا تقاضا ہے کہ ان کا مطالعہ بار بار کیا جائے جوں جوں نگہ آشنا ہوتا جائے گا مطالب و دقائق کے نئے نئے پہلو آشکار ہوتے جائیں گے اور یہی دوسرا محل تدبر ہے جس میں ترجمان القرآن کی خصوصیات کی تلاش کی جاسکتی ہے۔

۳۔ ترجمان القرآن کی پہلی جلد شائع ہوئی تو اس وقت مولانا کے پیش نظر یہ تھا کہ قرآن حکیم کے عام مطالعہ و تعلیم کے لیے ایک درمیانی ضخامت کی کتاب تیار ہو جائے جو محض ترجمے سے وضاحت میں زیادہ اور مطول تفسیر سے مقدار میں کم ہو پھر جا بجا نوٹ بڑھا دیے جائیں۔ مولانا اس سے زیادہ بحث و تفصیل کو اس میں دخل دینا نہ چاہتے تھے۔ لیکن پہلی جلد کی اشاعت کے بعد ارباب نظر کا جوشِ طلب ان حدود پر راضی نہیں ہو سکا جو ترجمان القرآن کے لیے مقرر کر دی گئی تھیں۔ ان کی تشنگی اس سے زیادہ سیرابی کا سامان ڈھونڈ رہی تھی اور مقدمہ و البیان کے وعدے پر صبر نہیں کر سکتی تھی۔ مطالب کی وسعت اور دائرۂ بیان کی تنگ نائی غالباً خود مولانا کے لیے بھی شکیب آزما تھی۔ چنانچہ جونہی اہل علم وارباب نظر کا اصرار بڑھا۔ مولانا ترجمان القرآن کی ترتیب میں تبدیلی پر آمادہ ہو گئے اور ترجمان القرآن کی نوعیت صرف ترجمہ اور نوٹوں ہی کی نہ رہی بلکہ کسی قدر تفسیری مباحث کا اضافہ بھی کرنا پڑا۔ اس کے لیے مولانا نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب سورت کا ترجمہ اور نوٹ ختم ہوئے تو جن جن مقامات کے لیے تفصیل ضروری معلوم ہوئی ان پر مستقل مباحث اور مقالات لکھ کر بڑھا دیے۔ بعض سورتوں کے یہ مباحث بہت دور تک پھیلتے چلے گئے ہیں اور اگرچہ یہ تفصیلات ان حدود سے متجاوز ہو گئیں جو ترجمان القرآن کے لیے ابتداء میں قرار دی گئی تھیں۔ لیکن جیسا کہ مولانا نے تحریر فرمایا ہے اگر البیان کی تفصیلات سامنے لائی جائیں تو یہ تفصیلات بھی اجمال و تلخیص سے زیادہ نہ

ہوں گی۔

بہرحال ترجمان القرآن کی یہ تین بڑی خصوصیات ہیں۔ ترجمہ، نوٹس اور تفسیری مباحث و مقالات۔ مطالبِ قرآنی کے فہم و تدبر کے لیے ترجمہ کم سے کم الفاظ میں سورت کی بنیادی تعلیم اور تمام مطالب کا خلاصہ معلوم کر لینے کے لیے سورت کے نوٹس اور سورتوں کے بعض اہم مطالب و مہمات کی توضیح کے لیے تفسیری مباحث۔ ترجمان القرآن کی یہ تین بڑی خصوصیات ہیں یا تین خاص محلِ تدبر ہیں، مولانا نے غور و فکر کے بعد ہر ایک کی جگہ متعین کر دی ہے تاکہ ترجمان القرآن کا قاری اپنے ذوقِ طلب اور تشنگیٔ علم کے مطابق فکر و نظر کے جس سرچشمے سے چاہے سیراب ہو۔ مولانا نے ان مقاماتِ فکر و نظر اور مباحث کی ترتیب یہ رکھی تھی:-

۱۔ صفحے کے ابتدائی حصے میں متنِ قرآنِ حکیم۔

۲۔ عربی متن کے نیچے ترجمہ۔

۳۔ ترجمے کے ساتھ کے داہنی جانب نوٹوں کے لیے جگہ نکالی گئی ہے۔ یہ نوٹس ہر صفحے پر مسلسل نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق سورت کے مطالب اور اس کی بنیادی تعلیمات سے ہے پس جہاں جہاں ضرورت تھی، نمودار ہوتے گئے۔ کتابت میں اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ ہر صفحے پر صرف اسی قدر عربی متن لیا جائے کہ صفحے کا بقیہ حصہ اس کے ترجمے اور اس کے نوٹوں کے لیے کافی ہو جائے۔

طبع اول میں یہ اہتمام نہیں رکھا جا سکا تھا اس لیے بعض آیات کا ترجمہ کئی کئی صفحے کے بعد آیا ہے۔ مثلاً طبع اول میں سورت بقرہ کی آخری آیت صفحہ ۱۰۲ پر ہے اور اس کا ترجمہ ۲۷۹ صفحہ پر ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آیات سامنے آئیں تو ان کا ترجمہ پیشِ نظر نہ تھا، اور جب ترجمہ سامنے آیا تو آیات گزر چکی تھیں۔ اس طرح آیات اور ان کے ترجمے کے ساتھ ساتھ مطالعہ کرنا مشکل تھا لیکن دوسری اشاعت میں یہ خاص اہتمام کیا گیا کہ متن اور ترجمہ ساتھ ساتھ چلیں۔ البتہ نوٹوں کے بارے میں یہ التزام پھر بھی نہ ہو سکا۔ بعض اوقات یہ نوٹ کئی کئی صفحے تک مسلسل چلے گئے ہیں اور جن آیات سے متعلق یہ نوٹس ہیں وہ پیچھے رہ گئیں لیکن چونکہ یہ نوٹس مطالعے و تدبر کے لیے ایک مستقل حیثیت رکھتے ہیں اس لیے مطالعہ کے وقت وہ الجھن

نہیں ہوتی جو آیات اور ان کے ترجمے کے آگے پیچھے ہو جانے سے ہوتی ہے۔

۴۔ سورت کے خاتمے پر اس کے اہم مقامات کے بارے میں تفسیری مباحث اور مقالات ہیں۔ پہلی جلد میں یہ مباحث نہیں تھے۔ صرف سورۂ بقرہ کے آخر میں چند آیات کے متعلق چار پانچ صفحے کے مباحث ہیں۔ البتہ دوسری جلد کی ہر سورت کے آخر میں اس کے اہم مقامات کے متعلق تفسیری مباحث پر مشتمل مجمل یا مفصل مقالات ہیں۔ ان میں یہ امر بھی پیش نظر رہا ہے کہ جو مقامات پہلی جلد میں بحث طلب تھے اور وہاں ان پر نظر نہیں ڈالی گئی تھی ان کو بھی بحث میں سمیٹ لیا جائے۔ اس طرح پہلی جلد کی سورتوں کے اکثر مہمات مطالب بھی دوسری جلد میں آگئے ہیں۔ البتہ بعض مباحث کے لیے دوسری جلد میں مناسب موقع نہیں نکل سکا انہیں تیسری جلد کے لیے چھوڑ دیا۔

۵۔ اس کے علاوہ ایک اور چیز بھی ہمیں ترجمان القرآن کے صفحات پر جابجا نظر آتی ہے۔ وہ اس کے حواشی ہیں۔ یہ حواشی پہلی جلد میں بھی ہیں اور دوسری جلد میں بھی۔ اور جس طرح عام طور پر علمی کتابوں میں صفحے کے نیچے کا حصہ استعمال کیا جاتا ہے، مولانا نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔ ان حواشی میں کہیں کسی لفظ کے خاص معنی کی طرف اشارہ ہے، کہیں کسی تفسیری نکتے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہیں کسی مقام کا محل وقوع متعین کیا ہے۔ کہیں کسی موضوع پر تفصیلی مطالعے کے لیے کسی کتاب کی نشاندہی کی ہے۔ کہیں کسی معاملہ میں مفسرین کا عام رجحان، رائے یا مسلک پیش کیا ہے یا کسی اور خاص نکتے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ غرض ان حواشی میں تمام ضروری باتیں آگئی ہیں۔ یہ حواشی نہ صرف تعداد میں کم ہیں بلکہ مقدار کے لحاظ سے بھی مختصر ہیں۔ ان کا اصل محل وہی ہے جہاں وہ نمودار ہوئے ہیں۔ مباحث کی اس ترتیب نے ترجمان القرآن کی افادیت کے ہر پہلو کو نمایاں کر دیا ہے اور تمام خصوصیات ابھر کر سامنے آجاتی ہیں۔ ذہن و دماغ کو ان کی تلاش میں کاوشش نہیں کرنی پڑتی۔

مولانا کے نزدیک اس ترتیب کی بھی خاص اہمیت تھی۔ یہ ترجمان القرآن کی وہ صوری خصوصیت ہے جس نے اس میں افادیت کے ساتھ دل نشینی اور اثر آفرینی پیدا کر دی ہے

مولانا فرماتے ہیں :

"ترجمہ و تفسیر کی معنوی مشکلات کی طرح اس کی صوری مشکلات بھی تھیں اور اس راہ کا دوسرا مرحلہ یہ تھا کہ انہیں حل کیا جائے۔ ان مشکلات کی شرح بھی طولانی ہے۔ ترجمان القرآن کے خاتمے میں قرآن کے فارسی اردو اور یورپ کے تراجم پر تبصرہ کیا گیا ہے جس سے اندازہ کیا جا سکے گا کہ اس مرحلے کی مشکلات کیا کیا تھیں اور وہ کیا اسباب ہیں جن کی وجہ سے آج تک قرآن کے تراجم میں وضاحت اور دلنشینی پیدا نہ ہو سکی" [1]

لیکن اس کی صوری خصوصیات و محاسن کا اندازہ کرنے کے لیے کسی انتظار کی ضرورت نہیں ترجمان القرآن پر ایک نظر ڈال کر معلوم کر لیا جا سکتا ہے کہ اس راہ کی مشکلات کیا تھیں اور صرف مباحث کی ایک مناسب ترتیب نے اس کے مطالب کو کس درجہ واضح و دل نشیں اور اس کی مختلف خصوصیات کو کس طرح نمایاں اور الگ الگ کر دیا ہے۔ آپ کم سے کم وقت اور کم سے کم الفاظ میں کسی سورت کی تعلیم اور اس کے مہات مطالب کا خلاصہ معلوم کر لینا چاہتے ہیں، یہ بات صرف نوٹس پر ایک نظر ڈال کر معلوم کر لے سکتے ہیں۔ آپ قرآن کا ٹھیک ٹھیک مطلب معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے صرف ترجمے کا مطالعہ کفایت کرتا ہے اور اگر کسی سورت کے مہات مطالب سے واقف ہونا چاہتے ہیں تو تفسیری مقالات اس مقصد کو پورا کر رہے ہیں ان میں سے ہر چیز نمایاں ہر چیز الگ اور ہر چیز اپنی مستقل حیثیت رکھتی ہے اور اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے دوسرے کی محتاج نہیں [2]

---

[1] ترجمان القرآن جلد اول (اشاعت اول) ص۲۳

[2] افسوس ہے کہ ترجمان القرآن کے جدید ساہتیہ اکیڈمی ایڈیشن میں ترجمہ، نوٹس اور تفسیری مباحث کی ترتیب کی اس اہمیت کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا۔ اس ایڈیشن کی دوسری جلد جو نظر سے گذری ہے۔ اس میں نوٹس اور تفسیری مباحث کو ملا دیا گیا ہے۔ جہاں تک اس جلد کا تعلق ہے اس میں تو صرف سورہ البقرہ کے آخر میں چند صفحوں کے تفسیری مباحث تھے لیکن آئندہ جلدوں میں تو یہ مقالات بعض سورتوں میں سو سو صفحے تک جائیں گے۔ اگر ان میں یہی صورت اختیار کی گئی تو یہ بڑا ظلم ہوگا۔